OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ادخلو افی السلم کافۃ:اسلامی تقاضے،عصری مسائل اوران کا حل

Udkhulū fi al-Silm Kāffah: Islamic Requirements, Modern Issues and their Solution

Muqaddas Nazar

Lecturer in Islamic Studies, Govt. Girls Graduate College, Daska, Sialkot

Dr. Abdul Aleem

Associate Professor of Islamic Studies, Govt. Jinnah Islamia Graduate College, Sialkot

Dr. Naseem Mahmood

Assistant Professor of Islamic Studies, Govt. Allama Iqbal Graduate College, Sialkot

Abstract

Islam gives mankind a complete and comprehensive system of life and it demands from its followers to follow Islam is all fields of life. "Islamic requirements of ادخلو فی السلم کآفة, contemporary situation and its realization" is a topic which demands to follow Islam in all the parts of life. The main focus of this topic is how far the Muslim Ummah have gone away from teachings of Islam and in present age how blindly following their own psychological desires and western culture. Islam gives importance to human wisdom but not before the orders of Allah Subhanahu Wa Ta'ala because this wisdom and reason if it tries to figure out "Wahi e Ilahi" will cause mis-guidance and dis-obedience. Muslim Ummah should refrain from discriminating and finding faults against the guided group of Sahaba Ikram and follow them. Muslims are arrogant and rebellious in their worship and affaires. Islam is a religion in which collective welfare is

CC BY

given priority over personal benefits but it gives a system which is a balanced combination of individuality and collectively. This research paper examines the behavior of contemporary Muslims as opposed to the Islamic requirements for full access to Islam and addresses this issue in the light of Islami Teachings to Muslim Ummah to follow the patterns of ادخلو فی السلم کآفة.

Keyword: Believe, Existence, Unity, Attributes, Creator, Rewards, Punishments, Decisions, Obedience

تمہید

اسلام کو مکمل طور پر اپنانے کا یہ حکم سراسر انسان کی سلامتی وفلاح کا حکم ہے اس حکم کے ذریعے غلو پسند طبقہ، عقل پرست تجدد پسند طبقہ، حیلہ ساز اور ہٹ دھرم گروہ، بغیر تحقیق معلومات پھیلانے والوں، غیروں کی وضع قطع اور طرزِ عمل اپنانے والوں کو خطاب کیا جارہاہے کہ وہ سب اپنی روش سے باز آجائیں اور اس کامل نظام و شریعت کو اپنائیں جو ان کے خالق ومالک نے عطا کیا ہے کہ وہ انسان کی بشری ضروریات اور کمزوریوں کو خوب جانتاہے اس لیے اس کے دیئے ہوئے نظام کو اپنانے میں انسان ہی کی کامیابی کی ضمانت ہے کیونکہ یہ نظام حیات ہر دور کے تقاضوں اور مسائل کا حل عطا کرتا ہے۔ یہ کامیابی اس نظام کے ایک یا دو شعبوں کو اپنانے سے نہیں بلکہ کلی طور پر اپنانے سے حاصل ہوگی۔ عملی طور پر ملت اسلامیہ کی صورتحال کا درج ذیل نکات کی صورت میں جائزہ لیا جاسکتاہے۔

اسلامی تعلیمات پر عمل کا فقدان

اسلام کو کامل طور پر اپنانے کا حکم دیا گیاہے اور اس بات کا تقاضا کیا گیاہے کہ اسلام کو صرف عقائد وعبادات یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی ادائیگی ہی نہ سمجھا جائے بلکہ گھر میں بیوی، بچوں اور والدین کے ساتھ بازار میں کسب مال وصرف مال کے سلسلے میں جائے ملازمت پر ڈیوٹی سے متعلقہ تمام فرائض کی ادائیگی بھی شریعت اسلام کے مطابق ہو اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور کامل نظام زندگی کا پلیٹ فارم عطا کرتا ہے:اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا[1] "آج میں نے تم پر دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا"

آج مسلمان شہادت توحید ورسالت کے باوجود مختلف قسم کی خرافات کا شکار ہیں جیسے روحوں کے دنیا میں واپس آنے، چالیس دن تک میت کا کھانا کسی کو بھیجنا، کونڈوں کی نیاز، بی بی کی صحنک وغیرہ۔ ارشاد نبوی ہے:کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار[2] "ہر بدعت گمراہی ہے ہر گمراہی جہنم میں لے جاتی ہے۔"

عمومی طور پر مسلمان روزمرہ کے معاملات میں بھی مخلص نہیں رہے بلکہ ذخیرہ اندوزی جھوٹ وغیرہ عام ہے چیز سیمپل میں اچھی کوالٹی کی ہوتی ہے جبکہ فروخت کردہ چیز گھٹیا معیار کی ہوتی ہے، جھوٹی قسم کھا کر مال بیچا جاتاہے، ذخیرہ اندوزی کرکے عوام الناس کو مشکل میں ڈالا جاتا ہے جبکہ احادیث مبارکہ میں واضح طور پر ذخیرہ اندوز کو گنہگار قرار دیا گیا اخلاقیات کے سلسلے میں

نصوص سے شریعت کی موجودگی کے باوجود بھی جاسوسی، ٹوہ بدعہدی، افشائے راز، غیبت وغیرہ میں پورا اسلامی معاشرہ ملوث ہے۔ضروری ہے کہ عقائد وعبادات سیاسی معاشرتی معاشی اور اخلاقی شعبوں میں اسلامی تعلیمات کی مکمل پابندی کی جائے۔

غیر اسلامی طرز عمل میں دلچسپی

ادخلو فی السلم کافۃ کے تحت دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کہا جارہا ہے کہ غیر اسلامی جتنی بھی قومیں ہیں خواہ وہ یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ ہوں نہ کسی سے وضع قطع نہ نظام زندگی ادھار لیا جائے گا۔ ایسے تمام طور طریقے جو کسی دوسری شریعت کی پیروی میں یا اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی میں اختیار کئے جائیں گے وہ بارگاہ الٰہی میں ہرگز مقبول نہیں ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ[3] "اور جو کوئی اسلام کے علاوہ دوسرا دین اپنائے تو وہ ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔"

عصر حاضر میں مسلمان وضع قطع لباس، بال بنانے، بے پردگی، تہوار منانے وغیرہ میں یہود و نصاریٰ کی پیروری کر رہے ہیں اور معاشرتی زندگی میں ہندوانہ رسوم و رواج، معیشت میں مغربی سرمایہ دارانہ سودی نظام، سیاست میں برطانوی جمہوری نظام کو اپنائے ہوئے ہیں جبکہ ان کے پاس اپنا کامل نظام حیات موجود ہے۔ ایسے لوگوں کو احادیث مبارکہ میں وعید سنائی گئی ہے۔مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[4] "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے"

آج مختلف قسم کے جذباتی و نفسیاتی حربے آزما کر لڑکیوں کو حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے بلکہ آغاز سے ہی ان کے ذہن میں اپنے حق سے دستبرداری کی سوچ ڈال دی جاتی ہے جو کہ سراسر غیر اسلامی طرزِ عمل ہے۔

آج ادارے جہاں قوم کی نسلِ نو کی تربیت ہونی تھی وہاں سازشیں، مکاریاں، باس (Boss) کی حمایت حاصل کرنے کے لیے اپنی ناکردہ ڈیوٹیز کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور دوسروں کے بارے میں اسے بدگمان کر کے خود کو مخلص ظاہر کرنا مسلمان کا طرزِ زندگی نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے جب لوگوں نے پوچھا کہ ہم اپنے بادشاہ کے سامنے جو گفتگو کرتے ہیں اس کے برخلاف ہوتی ہے جو ان کی غیر موجودگی میں کرتے ہیں تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہم اسے نفاق سمجھتے ہیں۔[5]

ادارے کی طرف سے ملنے والی گاڑی، سٹیشنری اور ٹیبلٹس وغیرہ کو ذاتی استعمال میں لایا جاتا ہے۔Proxy لگوا کر اپنے فرائض سے کوتاہی اور دھوکہ دہی ایک مسلمان کا طرزِ عمل ہرگز نہیں ہے۔ اشیاء کے ریپرز پر موجود کوانٹٹی اور درآمد شدہ مقدار میں فرق ہوتا ہے۔ اعلیٰ اور گھٹیا مال کو ملا جلا کر فروخت کرنا، خیانت اور دھوکہ دہی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صاف اعلان فرما دیا:لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ[6] "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ بازوں کو اُمت محمد ﷺ سے خارج قرار دیا لہٰذا اُمت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ فسق و منافقت کو چھوڑ کر اخلاص کو اپنائیں تاکہ دنیاوی و اخروی فلاح پا سکیں۔

حال ہی میں 3 دسمبر 2021ء کو سیالکوٹ میں راجکو کمپنی کے سری لنکن مینجر کو مار پیٹ کے بعد جلا دیا ہے جبکہ کسی کو جلانا سراسر غیر اسلامی طرزِ عمل ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:إِنَّهُ لاَ يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلاَّ رَبُّ النَّارِ[7] "آگ سے عذاب دینا آگ کے مالک کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتا"

لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ قانون پر عمل درآمد یقینی بنائے تاکہ لوگ توہین رسالت کی آڑ میں اپنے مقاصد کو حاصل نہ کرتے پھریں ا۔ اسی طرح مذہبی فرقہ واریت یعنی محض ذاتی تعصب کی بنا پر آئمہ دین میں سے کسی ایک کی پیروی لازم کر لینا، میدان

سیاست میں پارٹی بازی، حزب اختلاف کی پگڑی اچھالنا ان کے کردار پر رکیک حملے کرنا اور ہر طرح کی بد اخلاقی اور ظلم و زیادتی کو حق سمجھنا کسی طرح بھی اسلامی طرزِ عمل نہیں ہے۔

حرمت رسول ﷺ و توہین رسالت کی قانونی شق پر عمل کر یقینی بنایا جائے تاکہ یہ تمام دنیا کے لیے سامان عبرت ہو اس سلسلے میں قانون کو ہاتھ میں لینے والوں کو بھی اسلامی روح سے آگاہ کیا جائے کہ بیٹیوں کو حق وراثت دینے میں کوئی لیت و لعل نہ کی جائے اور اس سلسلے میں انہیں جذباتی طور پر بلیک میل نہ کیا جائے یہ وعید پیش نظر رکھیں کہ یہ حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا ہے۔ روز قیامت نیکیوں کے ذریعے یہ حقوق ادا کروائے جائیں گے۔

احکام شریعت میں عقلی مداخلت سے گریز

حصول علم کے بنیادی تین ذرائع ہیں حواس خمسہ، عقل، وحی الٰہی۔ مفتی تقی عثمانیؒ اس بارے میں لکھتے ہیں: "وحی الٰہی کی جگہ اگر عقل سے راہنمائی کا کام لیا جائے تو یہ بالکل ایسے ہے جیسے آنکھ کے کام کے لیے کان کو استعمال کرنا اور کان کے کام کے لیے آنکھ کو اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ عقل ایک بیکار چیز ہے بلکہ یہ بہت مفید اور کار آمد ہے جب اسے اس کے دائرہ کار میں استعمال کیا جائے۔ اگر اس دائرہ کار سے باہر استعمال کیا جائے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے آنکھ اور کان سے سونگھنے کا کام لیا جائے"[8] قرآن و حدیث میں بھی سمجھ، بوجھ، عقل، غور و فکر، تفکر و تدبر سے کام لینے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ وحی الٰہی کی رہنمائی میں کام کرنے والوں کو صاحب عقل، اولوالالباب قرار دیا گیا ہے: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ[9] "بے شک اس میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں"

اس عقل کو شریعت کی راہنمائی میں استعمال کرنا ہی سود مند ہے۔ اُمت محمد ﷺ میں فتنہ انکار حدیث عقلیت پرستی کی دلیل ہے۔ عصر حاضر میں بھی انکار حدیث کا یہ مرض مغربی تقلید کی بنا پر اُمت مسلمہ میں سرایت کر چکا ہے۔ مارکسزم، سیکولرازم، کارپوریٹ کلچر وغیرہ عقل پرستی ہی کے اثمار ہیں۔ مغربی تہذیب کے سامنے دین کے احکامات کو عقلی دلائل کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ احکام شرع کے مقابلے میں عقلی ترجیحات کو فوقیت دی جا رہی ہے۔ یہ عقل پرست اور روشن خیال طبقہ نصوص شرعیہ کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ مختلف قسم کے اعتراضات اُٹھاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ذاتی قرضوں پر انٹرسٹ کو ناجائز اور حرام قرار دیا گیا تھا لہذا آج کمرشل لون پر انٹرسٹ لینے میں کیا خرابی ہے کہ اس طرح تو معاشی و اقتصادی وسائل ترقی کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اعتراض کہ مرد کو تو چار شادیوں کی اجازت دی گئی ہے لیکن عورت کو کیوں نہیں؟ پھر یہ جواز کہ سود کے حرام ہونے کا حکم اس لیے تھا کہ تب وہ گندگی پر پلتے بڑھتے تھے جبکہ آج تو صاف ستھری فارمز پر انکی پرورش کی جاتی ہے لہذا اب اس کو کھانے میں کیا حرج ہے؟ اس کے علاوہ یہ بھی عقلیت پرستی ہی ہے جب یہ اعتراض اُٹھایا جاتا ہے کہ عورت کو وراثت میں مرد کے مقابلے آدھا حصہ کیوں ملتا ہے؟ اس کے علاوہ محض لغت عرب اور اپنی رائے سے کی جانے والی تفاسیر درحقیقت اسی لبرل ازم، تجدد پسندی و عقلیت پرستی کے باعث ہیں۔ یہ الحادی اور تجدد پسند طبقہ مذہب کو سائنس سے الگ گردانتا ہے کہ مذہب کا دائرہ صرف عبادات تک محدود ہے جبکہ سائنس کی بنیاد عقل و مشاہدات ہیں لہذا نیوکلیئر فزسٹ سائنسدان پرویز ہود بھائی کا کہنا ہے کہ بارش کا نہ برسنا اور زلزلوں کا آنا ناراضگی خداوندی کے سبب نہیں بلکہ ماحولیاتی تغیرات کا باعث ہے۔ اس کے علاوہ اس نے حجاب و برقعہ نہ اوڑھنے والی خواتین کے لیے "نارمل لڑکی" کی اصطلاح استعمال کر کے اسلام کے عظیم شعائر کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ ایسی خواتین جو حجاب اور برقعہ پہنتی ہیں ان کی موجودگی نہ ہونے

کے برابر ہے اور یہ کہ اسلام کے پاس ایسا کوئی ریاستی سیاسی نظام نہیں ہے جو عصر حاضر کے دیگر معاشری نظاموں کے ساتھ چل سکے یا مقابلہ کر سکے۔ نظریہ پاکستان کو تعلیمی نصاب سے نکالنا بھی اس کے مقاصد میں سے ہی۔ سب سے پہلے تو یہ کہ زلزلوں اور قحط کا آنا اور بارش کا نازل نہ ہونا ناراضگی الٰہی کا باعث ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ[10]"کہہ دو کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے۔"

اسلام نے پردے کا حکم اس لیے نازل کیا کہ بدکاری اور گناہ کا دروازہ نہ کھلے تا کہ دل پاکیزہ رہیں۔ آج مغربی تہذیب میں اسی بے پردگی کے باعث اختلاط مرد و زن اور بدکاری کا ایسا دروازہ کھلا ہوا ہے جو اخلاقی نظام اور خاندانی نظام کی تباہی و بربادی پر منتج ہے اور یہ سب دین کے معاملات میں عقلی مداخلت کی بنیاد پر ہے حالانکہ عقل کا استعمال روحِ دین کی سمجھ کے لئے ہونا چاہئے نہ کہ حکمِ دین کو تبدیل کرنے کے لئے چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ[11]

"اگر دین کی بنیاد رائے پر ہوتی تو چپل کے نیچے کا مسح اوپر سے زیادہ مناسب ہوتا"

آج مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ عقل محض اور خواہشات نفسانی سے کام لینے کی بجائے وحی الٰہی کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کریں صرف یہی صورت ہے جس سے نہ صرف یہ کہ وہ تنزل و تباہی سے بچ جائیں گے بلکہ ساری دنیا کو لیڈ کریں گے اور فرقہ واریت کی دلدل سے بچ نکلیں گے۔

اسلاف کے طرز عمل کو اپنانا

صحابہ کرامؓ نے اپنی جان، مال، بیوی، بچے غرض سب کچھ راہِ خدا کے لیے قربان کر دیا کہ شارع اسلام نے ان کے ہدایت یافتہ اور کامیاب ترین جماعت ہونے کی گارنٹی سے نوازا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا[12]"سو اگر وہ بھی اس طریق سے ایمان لے آئیں جسطرح (صحابہ) تم ایمان لائے تب وہ بھی راہ حق پر ہوں گے"

رسول اللہ ﷺ نے ساری اُمت کو یہ حکم دیا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ[13]

"میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو"

اُمت محمد ﷺ میں خوارج، روافض اور منافقین کے ایسے گروہ پھیلے ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو تنقید کا نشانہ بنایا لیکن عصر حاضر میں ملحدین و مشرقین کی ریشہ دوانیوں سے یہ فتنہ اہل سنت والجماعۃ کے اہل علم میں بھی سر اُٹھا چکا ہے اور وہ بھی تنقید اور تفریق کے اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

آج مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے بیٹے یزید کی تائید و حمایت میں حضرت علیؓ اور ان کی اولاد بلکہ سارے بنی ہاشم کی تنقیص و تنقید میں مبتلا ہے اور اس کا بالمقابل دوسرا گروہ حضرت معاویہؓ، حضرت عثمانؓ ان کے ساتھیوں اور بنو امیہ پر جرح و تنقید کر رہا ہے۔ صحابہ کرامؓ پر طعن و تشنیع کی جانے لگی ہے عصر حاضر کے مسلمانوں کو اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی وعید و تنبیہ کو مد نظر رکھنا چاہیے ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ رسول ﷺ نے

فرمایا:لاتسبوااصحابی، لاتسبوااصحابی،فوالذی نفسیی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل أحد ذھبا،ماادرک مداحدکم،ولانصیفہ[14] "میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو، میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو، کیونکہ تم سے کوئی آدمی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا(اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو صحابی کے ایک مدّ بلکہ آدھے مدّ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا"

اس حدیث نبوی میں سب سے مراد ہر وہ کلام ہے جس سے کسی کی تنقیص، توہین اور ایذاء ہوتی ہو۔[15] رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ ہی افضل ترین جماعت ہیں۔ ان سے بغض در حقیقت آپ ﷺ سے بغض ہے۔ ان کو ایذاء دینا رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینا ہے اوراسی لئے مفتی محمد شفیع امام ابن کثیر کے کے حوالے سے لکھتے ہیں "ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے جو تمام حضرات صحابہ کرامؓ سے یاان میں سے بعض سے بغض رکھے یاان کو بُرا کہے بلکہ ایسے لوگوں کا قرآن سے کوئی تعلق وواسطہ نہیں جو ان لوگوں کو برا کہتے ہیں جن سے راضی ہونے کا اعلان اللہ نے کیا ہے"[16]

ایسے تجدد پسند اور آزاد خیال طبقہ کو چاہیے کہ وہ ادخلوا فی السلم کافۃ کے حکم کے تحت اپنے کردار و عمل کا جائزہ لیں اور یہ بات جان لیں کہ اسلام میں پورے طور پر داخل ہونے کے لیے جماعتِ صحابہ کرامؓ کی اتباع واطاقت لازم وملزوم ہے۔ اس سلسلے میں جمہور امت کی راہ سے الگ راہ اختیار نہ کریں۔ اگر ایسی کوئی غلطی سر زد ہوئی ہے تو توبہ کریں اور آئندہ خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچائیں تب ہی ادخلوا فی السلم کافۃ کا تقاضا پورا ہو گا۔

احکام شریعت پر عمل میں حیل وحجت سے گریز

شریعت میں سود کی ہر صورت اور ہر قسم کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سود کے سلسلے میں عصرِ حاضر میں مسلمان مختلف حیلے اور بہانے بناتے ہیں۔ غیر ممالک میں رہنے والے مسلمان قرض پر سود کو منافع قرار دیتے ہیں اور یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اس طرح وہ غیر مسلموں کی معیشت کو کمزور کر رہے ہیں۔ یوں انٹرسٹ کو منافع قرار دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ یہی یہودیوں کا شیوہ تھا کہ جس چیز کو ان پر حرام کیا گیا اسے اپنے لیے ادنیٰ حیلوں سے حلال کر لیتے تھے۔ اللہ نے ان پر چربی کو حرام کیا لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس سے اعراض کرتے وہ اسے پگھلاتے اور بیچ پر اسکی قیمت استعمال کرتے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:قَاتَل اللهُ الْيَهُودَ حُرِّمَت عَلَيهِمُ الشُحُومُ، فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوْهَا[17] "اللہ ان یہودیوں کو غارت کرے جب ان پر چربی حرام کی گئی تو انہوں نے اسے پگھلایا پھر بیچ دیا۔"

عصر حاضر میں مسلمانوں نے حلالہ کے سلسلے میں بھی حیلہ سازی کا رویہ اپنایا ہے کہ پہلے مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے پھر اس کا نکاح ایسے شخص سے کرتا ہے جو اس سے نکاح کرے اور ازدواجی تعلق کے بغیر اسے طلاق دے دے پھر دوبارہ اسے اپنے نکاح میں لے لیتا ہے۔ ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:لَعَنَ اللهُ الْمُحَلِلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ[18] "اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔"

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی اس روش سے باز رہیں ورنہ اللہ کی سنت یہی ہے کہ جب کوئی اس کے ممنوع امور کا ارتکاب حیلے بہانے سے کرتا ہے تو اسے ہلاکت وربربادی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اُمت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ تجارت اور سود کے فرق کو سمجھیں اور محض دنیاوی مال و دولت اور حرص وہوس میں مبتلا نہ ہوں۔ اصل کامیابی آخرت کی ہے۔ اسلام نے سود کے متبادل جو نظام متعارف کرائے ہیں جیسے شراکت، مضاربت، تجارت وغیرہ ان کے ذریعے سے نفع حاصل کیا جائے۔ لڑکیوں کو حق وراثت سے محروم نہ کریں۔ احکامات کی ادائیگی کا جو تقاضا ہے اسے مکمل طور پر پورا کریں تبھی وہ اسلام میں پورے طور پر داخل ہوں گے۔

ہٹ دھرمی کی بجائے احکام شریعت پر عمل

آج احکامات پردہ کے سلسلے میں پوری ہٹ دھرمی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ شرم نگاہ میں ہونی چاہیے پردہ کوئی ضروری نہیں جبکہ اس سلسلے میں واضح احکامات موجود ہیں۔ عورتیں ماروی سرمد کی سرکردگی میں "میرا جسم میری مرضی" کا نعرہ لگا کر اپنی خود سری کا اعلان کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ شادی بیاہ کے موقع پر حتیٰ کہ منگنی کی رسم پر اس قدر اسراف و تبذیر کیا جاتا ہے کہ بات لاکھوں کروڑوں تک جا پہنچتی ہے پھر ایسے مواقع پر فضول رسوم وروایات بے پردگی، فلم و تصویریں بنانا وغیرہ عام ہوتا ہے پھر اس پر ہٹ دھرمی سے کہا جاتا ہے کہ شادی ہے کوئی مرگ نہیں جو سادگی سے یہ تقریبات منائیں۔ اس سلسلے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا جاتا بلکہ آج اُمت مسلمہ بڑے فخر کے ساتھ ان اخلاق سوز رسومات کو ادا کر رہی ہے۔ اسی طرح اشیاء میں ملاوت، ناجائز منافع خوری، رشوت وغیرہ کے سلسلے میں جب عار دلائی جائے اور احکامات شرع کی یاد دہانی کرائی جائے تو سینہ تان کر کہا جاتا ہے کہ کیا کریں بیوی بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔ داڑھی نظر آئی ہے اس کے نیچے پیٹ نظر نہیں آیا؟ ارکانِ اسلام کی ادائیگی کے بجائے کہا جاتا ہے نہیں کرتے، اپنے لیے ادا کرنے ہیں کسی کو کیا ہے۔ یہ صرف جہالت اور ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ[19] "نظام حق کو چھوڑ دینے کے بعد گمراہی اور جہالت کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے تو تم کہاں بہکے جاتے ہو"

یعنی نظام حق کو چھوڑنا صرف شیطان کے نقش قدم کی پیروی ہے۔ جب سابقہ اقوام نے ضد وہٹ دھرمی دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ونشان مٹا دیا۔ قرآن وحدیث میں بکثرت ان کا اور ان کے ہلاکت خیز انجام کا ذکر ملتا ہے۔ لہٰذا اُمت محمد ﷺ کو چاہیے کہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ اسلامی نظام زندگی کو مکمل طور پر اپنائیں تاکہ کامیاب و کامران ہو سکیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ[20] "آپ کہہ دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا"

ان تمام احکام کا مقصد انسانیت کو اپنے اردگرد کے ماحول اور رونما ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرنا ہے نہ کہ ہٹ دھرمی کی وجہ غلط بات پر ڈٹے رہنا ہے۔ کیونکہ یہ عادت شرعی احکام کی خلاف ورزی پر ہی منتج ہوگی جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی ناراضگی اور عذابِ جہنم کی صورت میں سامنے آئے گا۔

ذاتی منفعت کی بجائے اجتماعی مفاد پر زور

کسی بھی قسم کی ترقی و خوشحالی کا انحصار اجماعی مفادات کے تحفظ میں ہے ورنہ بدحالی و تنزلی اس قوم کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ عصرِ حاضر میں تمام مسلمان اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ہر ایک کو اپنا مفاد عزیز ہے چاہے دوسروں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔ تقریباً سارے سرکاری ملازمین اپنے فرائض سے غافل ہیں۔ اساتذہ کرام بچوں کو ایک ذمہ دار اور فرض شناس شہری بنانے کے بجائے سارا دن فضول سرگرمیوں میں مشغول رہ کر اپنا اور طلباء کا وقت اور صلاحیتیں ضائع کرتے ہیں۔ Class-IV کے ملازمین ادارے کی اشیاء خریدتے وقت زیادہ رقم کا بل بنوا کر پیسے خود ہڑپ جاتے ہیں۔ کلرک طبقہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے کئی چکر لگواتا ہے پھر رشوت لیے بغیر کام نہیں کرتا جبکہ ان فرائض کی ادائیگی کے لیے ان کو تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔ پولیس کا کام لوگوں کے جان، مال وعزت کا تحفظ کرنا ہوتا ہے جبکہ یہ کرپٹ حضرات کے معاونین بن جاتے ہیں۔ وکلاء جو قانون کے محافظ ہیں، وہ اپنے ذاتی مفادات سے ٹکر لینے والوں کو مارنے پیٹنے اور توڑ پھوڑ کرنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور خود ہی قانون کی

خلاف ورزی کرتے نظر آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خَیْرُ النَّاسِ مَنْ أَنْفَعُهُم لِلنَّاسِ[21] "لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے۔"

یعنی اس شخص کو بہتر کہا گیا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے، ان کو تکلیف و نقصان سے بچائے۔ جب مسلمان اجتماعی نفع کے لیے کام کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ بغض و حسد، کینہ، ہوس اور تمام رذائل اخلاق سے نجات مل جائے گی۔ اجتماعی مفاد کے پیشِ نظر اسلام نے رھبانیت کی پر زور مذمت فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو جو میٹھے پانی کے چشمے پر قیام کرنا چاہتا تھا اسے فائدہ حاصل کرنے کے بجائے دوسروں کے ساتھ مل کر رہنے کی تلقین فرمائی۔[22] یہ اجتماعیت کسی دنیاوی تعلق اور رشتے کی بنا پر نہیں ہو گی بلکہ خالصتاً اسلام ہی اس کا بنیادی مقصد ہو گا۔ اس وقت دنیا کے پاس دو بڑے اشتراکی اور سرمایہ دارانہ نظام ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام نے طبقاتی کشمکش، سودی بینکاری نظام اور کارپوریٹ کلچر جیسی قباحتوں کو جنم دیا ہے۔ اس کے بالمقابل جب روس میں کارل مارکس نے اشتراکی نظام کو عملی طور پر نافذ کیا تو سوویت یونین تقسیم سے علاقائی کشمکش کی صورت میں یہ نظام بھی ناکام ہو گیا۔ یہ دونوں نظام انتہاؤں پر مبنی ہیں جبکہ اسلام ایک ایسا متوازن نظام دیتا ہے جو انفرادیت کو برقرار رکھنے کے ساتھ اجتماعی مقاصد کے حصول کا بہترین نظام ہے جسکی عملی شکل خلفائے راشدین کا سنہری دور ہے۔ ڈاکٹر صدر الدین اصلاحی بیان کرتے ہیں کہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی جماعتی زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی تو معاشرے میں جہاں دوسرے انسانوں کے ساتھ ربط و تعلق ہو وہیں پر ہو گی۔ گوشہ نشینی و عزلت نشینی میں اس کی عملی شکل وجود میں آ ہی نہیں سکتی۔[23] لہذا ایک کامل مومن کو چاہیے کہ وہ ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اجتماعی مفادات کو ترجیح دے۔ قرآن پاک میں بھی مومنین کی صفت یہ بیان کی گئی ہے: وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[24] "اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند ہوں۔" شریعت میں بھی اس شخص کو مقربِ الٰہی قرار دیا گیا ہے جو اسکی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرتا ہے لہٰذا اُمت مسلمہ کو چاہیے کہ خلافت کا حقیقی نظام قائم کرے کیونکہ تمام مسائل کا حل اسی اجتماعی نظام سے منسلک ہونے میں ہے۔

ردِّ عمل سے پہلے معاملات کی تحقیق

بغیر تحقیق کیے معاملات پر ردِّ عمل بہت سے نقصانات سے دوچار کرتا ہے۔ اس سے انسان کا وقار اور ساکھ بہت متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے اسلام نے اس سلسلے میں بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ خبر دینے والے کے کردار و عمل کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ[25] "اے مومنو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو ایذاء پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ"

ولید بن عقبہ کو جب بنی مصطلق کی طرف سے زکوٰۃ کے اموال وصول کرنے بھیجا گیا تو ولید نے خود ساختہ جھوٹا بیان دیا کہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹ بولنے والے کو جسکے جھوٹ کے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں، فاسق قرار دیا۔[26]

عصر حاضر میں مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں افواہیں پھیلانا اور ان پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنا اور اسی طرح آگے پہنچانا عام ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں سوشل میڈیا کا بہت بڑا کردار ہے۔ فحاشی، ریپ پر مبنی اخبار، سیاسی پارٹیوں کے ایک دوسرے کے

کردار پر رکیک حملے اور سیکنڈلز وغیرہ کا پرچار کرنا عام ہے۔اسی طرح روزمرہ زندگی میں بھی پاکدامن مردوں اور عورتوں کی کردار کشی اور تہمت لگانا ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے۔یہ ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ اس سے نہ صرف معاشرتی پاکیزگی ختم ہو چکی ہے بلکہ باہمی کینہ وبغض کی ایسی لڑائی جاری ہے کہ جس نے نظام اخوت کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سمع[27]"کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے۔"

تہمت لگانے والوں کو اسی کوڑوں کی سزا اور اخروی ہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:ان قذف المحصنة يهدم عمل مائة سنة[28]"کسی پاکدامن عورت پر تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔"

سیالکوٹ میں راجکو کمپنی کے غیر ملکی مینجر کی مارپیٹ اور جلانے کا عمل بغیر تحقیق کے کیا گیا جس کا فوری طور پر نتیجہ مذہبی رجحان میں کمی اور مذہبی حلقوں کی جگ ہنسائی تھا اگر اس میں تحقیق کر لی جاتی تو معاملہ کچھ اور نہج میں جاتا لہٰذا یہ واضح ہوا کہ اس طرح کے واقعات و معاملات میں احکام شریعت کی مکمل پاسداری ہی کامیابی اور امن وامان کی ضمانت ہے۔

نتائج بحث

ادخلوا فی السلم کافۃ کے اسلامی تقاضے، عصری صورتحال اور اس کے تدارک کے حوالے سے اس تحقیقی بحث کے چند اہم نتائج حسب ذیل ہیں:

- اسلام نے اپنا نظام معاشرت، معیشت، اخلاقیات اور سیاسیات متعارف کروا کر اسے اپنانے کی تاکید فرمائی ہے لیکن عصر حاضر میں اُمت مسلمہ نے ظاہری وضع قطع یہود و نصاریٰ سے، معاشری رسوم و رواج ہندوؤں سے، معیشت میں سرمایہ دارانہ سودی بینکاری نظام، سیاست میں برطانوی جمہوری نظام اپنائے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے عقل سے کام لینے کی ترغیب دلائی ہے لیکن احکامات شرع کے مقابلے میں عقلی مداخلت پر قدغن لگا دی ہے اور اسے باعث ذلت وگمراہی قرار دیا ہے۔
- شارع اسلام نے ان پاکیزہ ہستیوں کو ساری اُمت کے لیے کسوٹی ایمان قرار دیا ہے اور ان کی تنقیص و تنقید کرنے والوں کو ہلاکت خیز انجام کی وعید سنائی ہے۔
- قرآن و سنت پر عملدرآمد کے سلسلے میں حیلہ سازی اور ہٹ دھرمی یہود و نصاریٰ کا شیوہ ہے۔آج مسلمان بھی یہ روش اختیار کر چکے ہیں۔
- آج اُمت کا ہر طبقہ، ہر شعبہ مادیت پرستی اور خود غرضی کے امراض کا شکار ہے۔اجتماعی فلاح وبہبود سے منہ موڑ کر ذلت وپستی کی چکی میں پس رہا ہے۔

References

[1]Al-Baqarah, 2: 54.
[2]. Abū `abd-ul-Rahmān Ahmad Bin Sho`īb Al-Nisaī, Al-Sunan, (`abd-ul-Fattāh Abū Ghaddah, Kitāb-o-Salāt-il-`īdaīn, Bab-o-Kaif-al-Khutba, Hadīth No. 1578 (Halb:Maktabat-ul-Matbū`āt-il-Islāmiīah,1406AH-1986AD),3:188.
[3] . Aal-e-`imrān, 3: 85.

[4] . Abū Dāwūd Sulīmān Bin Ash`ath, Al-Sunan, Kitāb-ul-Libās, Bāb Fī Lubs-il-Suhrah, Hadīth No.4030 (Bairūt: Al-Maktabt-ul-Asrīīah,Sā`ida), 4: 43.
[5]. Abū `abdullah Muhammad Bin Ismāīl Bukhāīrī, Al-Jām`-ul-Sahīh, (Muhammad Zuhaīr Bin Nāsir Al-Nāsir.Ed.), Kitāb-ul-Ahkām, Bāb-o-Mā īakrahu Min Thanā-il-Sultān-i-Wa Iḍā Kharaja Qāla Ghaīr-o-ḍālika , Hadīth No. 7178, (Damishq: Dār–o-Taoq-il-Najāt, 1422AH), 9: 71.
[6]. Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb-ul-Ijārah, Bāb-ul- Nahī-e-`an-il-Ghashshe, Hadith No.3452, 3: 272.
[7] . Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb-ul-Jihād, Bab Karāhīīat-e-Harq-il-`adūū-e-Bi-al-Nnār, Hadīth No.2675, 3: 54.
[8]. Muhammad Taqī `uthmānī, Islāhī Khutbāt(Karachi: Maiman Islamic Publications, 1993),1: 25-26.
[9]. Al-Nahl,16: 12.
[10]. Al-An`ām, 6: 65.
[11]. Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb-ul-Tahārah, Bāb-o-Kaīf-al-Mashu, Hadīth No.162, 1: 42.
[12] . Al-Baqarh,2: 137.
[13] . Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb-ul-Sunnah, Bāb Fī Luzūm-il-Sunnah, Hadīth No.4607, 4: 200.
[14] . Muslim Bin Hajjāj Al-Qushaīrī, Al-Jām-ul-Sahīh, (Fuād Abdul Bāqī. Ed.), kitāb-ul-Fadhāil-il-Sahābah, Bāb Fī Tahrīm-e-Sabb-il-Sahābah Radhī Allah-o-`anhum, Hadīth, Hadīth No. 2540 (Bairut: Dar o Ihya-il-Turath-il-Arabi), 4: 1967.
[15] . Muftī Muhammad Shafīī`, Maqām-e-Sahābah(Karachi: Maktabah M`ārif-ul-Qurān, 2009AD),44.
[16] . Ibid
[17]. Bukhāīrī, Al-Jām`-ul-Sahīh, Kitāb-ul-Buīū`, Bāb Lā īudhabbu Shahm-ul-Maītate Wā La īubā`u Wadkahu, Hadīth No. 2223,3: 82.
[18] . Abū `abdullah Muhammad Bin Mājah Qazwīnī, Al-Sunan, Fuād Abdul Bāqī. Ed.), Kitāb-ul-Nikāh, Bāb-ul-Muhallil Wal Muhallal Lahu, Hadīth No. 1936(Bairūt: Dār-o-Ihīā-il- Kutub-il-Arabiīīah), 1: 623.
[19] . Yūnas,10: 32.
[20] . Al-An`ām, 6: 11.
[21] . Abū-ul-Qāsim Sulīmān Bin Ahmad Al-Tabrāni, Al-Mu`jam-ul-Ausaṭ, (Ṯāriq Bin `ūdh-ul-Allah, Bāb-ul-Mīm, Hadīth No.5787 (Al-Qāhirah: Dār-ul-Haramaīn),6:58.
[22] . Sadr-ul-Din Islāhī, Islām Aur Ijtimā`īīat, (Lāhore: Islāmī Publīcations, 2011AD), 29.
[23] . Al-Marja`-ul-Sābiq, 142.
[24] . Al-Hashr, 59: 9.
[25] . Al-Hujurāt,49: 6.
[26]. Muhammad Karam Shāh Al-Aẓharī, Dhiīā-ul-Qurān, (Lahore: Dhiīā-ul-Qurān Publications, 1995), 4: 584.
[27]. Muslim, Al-Jām-ul-Sahīh, Muqaddamah, Bāb–ul-Nahī-i-`an-il-Hadīth-e-Bikull-e-Mā Sami`a, Hadīth No.4,1: 10.
[28] . Abū-ul-Qāsim Sulīmān Bin Ahmad Al-Tabrāni, Al-Mu`jam-ul-Kabīr, Bāb-ul-Qāf , Wa Min Musnad-e-Hudhīfa Radhī Allah-o-T`ālā `anhu , Hadīth No.3023 (Al-Qāhirah: Dār-ul-Nashr Maktabah Ibn-e-Tamīah,1415AH-1994AD), 3: 168.